سنہ ۱۳۰۹

[illegible] عبرۃ لاولی الالباب

[illegible]

سوانح عجیبہ

موسوم بہ

سوانح احمدی

مؤلفہ جناب منشی محمد جعفر صاحب تھانیسری [illegible] بتصحیح
جناب مولوی احمد علی صاحب [illegible] دہلوی سلمہ اللہ القوی

در مطبع فاروقی دہلی باہتمام
محمد معظم طبع شد

اسکو ضرورت ہوئی وہ خود بخود مہیا ہوگیا - اس سے بڑھکر عجیب یہ دو ہزار غازیون کو بارادۂ جنگ سکھان ساتھ لیکر براہ سندھ و قندھار و کابل و پشاور یاغستان مین پہنچا اسکے پاس نہ کمسریٹ تھی نہ خزانہ اور نہ میڈیکل اسٹاف اور نہ سلح خانہ اسکے لشکر مین دونو وقت پیٹ بھر کر کھانا ملنا ایسا شاذ و نادر تھا جیسے ہم لوگون کو کبھی اتفاق سے فاقہ ہوجاتا ہے مگر مثل صحابہ رسول اللہ کے اسکے ساتھ ایک ایسی فرمانبردار اور جان نثار قوم ہندوستانی مجاہدین کی موجود تھی جنہون نے بہون رنج راحت اور سرد و گرم اور فتح و شکست اور تھیکہ نیا اس مین ایسی ثابت قدمی اور استقلال سے روز آخیر تک اسکا ساتھ دیا ہے کہ جسکا نظیر سوائے صحابہ رسول کریم کے تواریخ اسلام مین اور کوئی پایا نہین جاتا - سب سے عجیب بات یہ ہے کہ اس فرقہ کو سوائے حصول رضامندی باری تعالی کے نہ کبھی فتح کی خوشی اور نہ کبھی شکست کا غم ہوا - انکا ہر متنفس جام شہادت کا ایسا عاشق جیسے فرہاد شیرین کا اور مجنون لیلی کا - بوجہ اپنی پاک باطنی اور صفائی قلب اور توکل اور زہد اور اتقاء البشری کے اس بے نظیر بزرگ کو پولیٹیکل پیچیدگیون اور علم فن جنگ کی طرف بالکل توجہ نہ تھی انہین دونو نقصون نے اسکے بنے بنائے کام کو بگاڑ کر آخر اسکو بالاکوٹ مین وہ دن دکھایا کہ جسکی یاد سے آجتک ہزارون خلقت کے دل دکھتے ہین - اگر ان سب خوبیون کے ساتھ جو اسکی ذات مقدس مین موجود تھین فن ملک گیری اور فن جنگ بھی ہوتا تو وہ اس موجودہ نسل کے پیدا ہونے سے پہلے پنجاب کیا بلکہ ساری دنیا کا بادشاہ ہوا ہوتا - اس سوانح اور نیز مکتوبات منسلکہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنیکا ہرگز ارادہ نہین تھا وہ اس آزاد عملداری کو اپنی آبائی عملداری سمجھتے تھے اور اسمین شک نہین کہ اگر سرکار انگریزی اسوقت سید صاحب کے خلاف ہوتی تو ہندوستان سے سید صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی مگر سرکار انگریزی اسوقت دل سے چاہتی تھی کہ سکھون کا زور کم ہو +

قریب چار ہزار صفحون کے مختلف مؤلفون کے لکھے ہوئے سوانح میرے سامنے موجود ہین مگر لوگون کی بیتابی اور کم مائیگی اور عدم فرصتی پر لحاظ کر کے مین نے ان پھولون کے انبار سے جو میرے سامنے ہین ہر طرح ہین اردو زبان کے بھبکہ مین رکھکا سب تاری اور شیرازی پھولون کا عطر کھینچ لیا ہے تاکہ ہر ایک کو ہمہ وقت سے ایک ایک چھوٹی سی سطر ہو جائے اور باوجود اختصار پھر بھی کسی اہم مطلب کو فوت ہونے نہین دیا اگرچہ بہت قیمتی کرامات و واقعات کو دانستہ چھوڑ دیا ہے - مین اس سوانح عجیبہ کو بالاکوٹ ہی تک ختم کرکے آپکے بعض خلفاء نامدار کا حال لکھتا ہون +

چند روز کچھ ساکھ رہی مگر پھر بھی زیادہ ہو گئی خیال غیبوبت ان لوگون کے دلون سے محو ہوتا جاتا ہے
سید صاحب کی چھوٹی بیوی صاحبہ سے بہت قبل از معرکہ بالاکوٹ سید صاحب نے اپنی غیبوبت کی
پیشین گوئی کی تھی اور سید صاحب کے اکثر اقربا اور اہل قافلہ آپکی غیبوبت کے قائل تھے مگر پنجاب اور
ہندوستان کے اکثر آدمی بلحاظ شہادت کو غلط سمجھتے ہین واللہ اعلم بالصواب - بعد اس واقعہ کے اگرچہ قریب
سات آٹھ سو غازیون کے باقی رہ گئے تھے مگر بسبب نہونے کسی سردار کے صورت جمعیت لشکر اسلام
کی شکستگی - شیخ ولی محمد پھلتی جو بقیہ لوگون مین قابل سرداری لشکر اسلام کے تھے وہ سید صاحب
کی چھوٹی بیوی صاحب اور صاحبزادی کو لیکر ملک سندھ کو جہان آپکے حرم محترم مقیم تھے روانہ ہو گئے
اور پھر وہانسے ان سب کو ٹونک مین پہنچایا جہان تا حیات خود آپکے حرم محترم بہت آرام اور راحت سے
رہے - جب حرم محترم ٹونک کے قریب پہنچے نواب وزیر الدولہ مرحوم انکے استقبال کو تشریف
لیگئے اور بیوی صاحبہ کی پالکی کا بانس اپنے کندھے پر کہارون کے طور پر رکھکر بہت دور تک پالکی کو اٹھا
ہو لے چلے سید صاحب کی دو صاحبزادیان جنکی پیدائش کا ذکر اوپر آچکا ہے انمین سے بڑی صاحبزادی
کا نام سارہ اور چھوٹی کا ہاجرہ تھا - نواب وزیر الدولہ مرحوم نے بڑی صاحبزادی کے نام بارہ ہزار روپیہ
کی جاگیر واسطے گذارہ کے مقرر کر دی تھی اسیطرح کسی قدر کم چھوٹی صاحبزادی کے نام تھی - ان صاحبزادیون
کی اولاد در اولاد اور اعقاب اور نیز آپکی ہمشیرگان کی اولاد بفضل الہی بہت ہے گو زمانہ کی رفتار نے ہر جگہ اپنا رنگ
جمایا ہے مگر تاہم اس مقدس خاندان کے لوگون مین ایک قسم کی تاثیر اور برکت خاندانی موجود ہے - بعد
تشریف بری چھوٹی بیوی صاحبہ اور شیخ ولی محمد پھلتی کے لشکر مجاہدین تتر بتر ہو گیا مگر چند سو آدمیون نے
ہندوستان کو پھر واپس جانا گوارا نہین کیا چنانچہ انھون نے مولوی نصیر الدین صاحب کو اپنا امیر مقرر
کرکے سید اکبر صاحب کے پاس ستھانہ مین جا رہے جنکا بقیہ ابھی تک کچھ لوگ تارک الدنیا آزاد منش
موسوم بہ مجاہدین اسی کوہستان مین اکبر پیر فقیر ہو رہے پڑے ہین - اس وقوعہ بالاکوٹ کے نو برس بعد
نومبر ۱۸۴۰ مین راجہ کھڑک سنگھ اور اُسکا بیٹا کنور نونہال سنگھ ناگہانی موت سے ہلاک ہوئے اُسکے تھوڑے
دن بعد راجہ شیر سنگھ اور اُسکا بڑا بیٹا اور وزیر دھیان سنگھ تینون ایک ہی روز مارے گئے اور آخر کار ۱۲۶۵ھ
مین یعنی معرکہ بالاکوٹ کے پندرہ برس بعد کل سلطنت پنجاب جسقدر سکھون کے ہاتھ سے نکل کر ہماری
عادل سرکار کے قبضہ مین آگئی اور سوائے دلیپ سنگھ کے کوئی ایک ممبر بھی اُس شاہی خاندان کا
باقی نہ رہا - بملاحظہ مکتوبات احمدی جنمین سید صاحب کا اصل مافی الضمیر بڑی صراحت کے ساتھ بیسیون
مختلف واقعون پر ظاہر کیا گیا ہے اور اکثر مؤلفون کی تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ وہ عمدہ فتح پنجاب کے

الہام کا آپکو ایسا وثوق تھا کہ آپ اسکو مثل امر صادق اور بدیہی بات سمجھ کر بار بار فرماتے تھے اور اکثر مکتوبات مین لکھا
کرتے تھے کہ اس الہام مین شبہہ شیطانی اور شائبہ نفسانی کو ذرا بھی دخل نہین ہے۔ ملک پنجاب حضرت کے
ہاتھ پر فتح ہوگا اور اس فتح سے پہلے آپکو موت نہوگی۔ لیکن معاملہ بالاکوٹ خواہ شہادت ہو یا غیبوبت
بظاہر اس صریح یقینی الہام کے خلاف ہوا۔ اب اسکا جواب یہی ہے کہ از روئے اصول شریعت محمدی کے
الہام ایک ظنی چیز ہے اور اسکی تاویلون وغیرہ مین سو طرح کی غلطیون کا گمان ہوتا ہے تو ضرور ہوا کہ اس واقعہ
کے چند برس کے بعد سلطنت پنجاب متعصب اور ظالم سکھون کے ہاتھ سے نکلکر ایک ایسی عادل اور آزاد اور
لا مذہب قوم کے ہاتھ مین آگئی کہ جسکو ہم مسلمان اپنے ہاتھ پر فتح ہونا تصور کر سکتے ہین اور غالبا سید صاحب
کے الہام کی صحیح تاویل یہی ہوگی جو ظہور مین آئی ⁂ بملاحظہ مکتوبات احمدی یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ سید
صاحب نے واسطے تباہی سلطنت پنجاب کے جسقدر سیف و سنان کا کام لیا تھا اس سے زیادہ قلم اور
زبان سے آپنے کام لیا۔ بخارا اور کاشغر اور افغانستان اور بلوچستان اور سندھ و پنجاب و کشمیر کے خان وغیرہ
کل مسلمان امرا اور روساے و رعایا اور خاندان شاہ شجاع بادشاہ کابل آپکے شریک ہو چکے تھے۔ ایسی کاروائی بخوبی
سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کاتب تقدیر نے پنجاب کی فتح مدکی اور پیرو کی لڑائی کے ساتھ ایک دوسری عادل
قوم کے نام نہ لکھ رکھی ہوتی تو مدت ہوئی ہوتی کہ پنجاب مین ڈنکہ اسلام کا بج گیا ہوتا ⁂

اس عجیب سوانح اور مکتوبات کو غور سے دیکھنے کے بعد واضح ہوگا کہ سید صاحب کا سا صاحب
باطن متوکل صابر شاکر زاہد صاحب حوصلہ صاحب تاثیر رحیم فیاض اولو العزم اور شجاع غرض ولی اللہ
کامل اور اولو العزم سپاہی جنکی صدیون گذشتہ سے مسلمانون مین پیدا نہین ہوا تھا۔ اگر تقدیر اسکی یاوری
کرتی تو اسکی کوشش سے مسلمانون کے دنون کو مدت ہوئی کہ بدل گئے ہوتے مگر جسے سچا یقینی فتح کے
اسکو بالاکوٹ مین ہزیمت ہوئی وہ کسی دشمن کو بھی نصیب نہو۔ بنظر انصاف اس سوانح اور مکتوبات
منسلکہ کو ملاحظہ کرنیکے بعد یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اس معرکہ آرائی اور جنگ پیرائی سے اُس
بزرگ کو سواے اعلاے کلمۃ اللہ اور اجراے سنت رسول اللہ کے اور کوئی دنیوی غرض نہ تھی وہ امارت
اور حکومت اور سلطنت اور نام و نشان کا ہرگز متمنی نہ تھا۔ اسکے عالی حوصلہ کے آگے بڑی بھاری سلطنت
کا کسیکو عنایت کر دینا اور بڑے بڑے مجرمون اور دشمنون کو صرف انکی زبانی تائب ہونے پر ایکقلم
معاف کر دینا اور انتقام نہ لینا کچھ بڑی بات نہ تھی۔ توکل اور صبر اور استقامت وغیرہ کل فضائل کا یہ
بزرگ پتلا تھا۔ جب سات سو آدمیون کو لیکر یہ ملک عرب کو گیا اسکے پاس ایک حبہ موجود تھا مگر اسکی
صادق الیقین نے اسکے دو برس کے لیے اور دریائی سفر مین اسکا کوئی کام اڑنے نہین دیا جسقدر کی